تحریک آزادی کشمیر

پر ایک نظر

واقعات کی روشنی میں

تاریخ تحریر

30-09-1965ء

تصنیف

مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ

نائب صدر جمعیت علماء ہند

شاگرد رشید

شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ

تحریک آزادی میں

مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ

اور اکابرین جمعیت علماء ہند کی زریں خدمات

معہ فتویٰ نصرۃ الابرار

حصہ اول

اس خاندان رفیع الارکان (علماء لدھیانہ) کی دینی سیاسی اور قومی ملی خدمات صدیوں پر پھیلی ہوئی ہیں۔
(ڈاکٹر ابوسلمان شاہ جہان پوری)

حوالہ: علماء حق اور اُن کے مجاہدانہ کارنامے۔ صفحہ ۱۹۹

فتاویٰ قادریہ

مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر پر
مولانا عبداللہ لدھیانویؒ کا
اولین فتویٰ ۱۸۸۴ء

مفتی محمد نعیم صاحبؒ

آپ نے کہا مسلمانوں میں اسلام کا درد اور مذہبی حیات نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ انہیں اسلام آبا و اجداد سے میراث میں ملا ہے۔ اور جس طرح مال متروکہ کی قدر اولاد کو نہیں ہوا کرتی اسی طرح ان مسلمانوں کو اس اسلامی ترکہ کی قدر نہیں۔

مفتی محمد نعیم صاحبؒ دارالعلوم کے فاضل قدیم، ہندوستان و پاکستان میں علمی و دینی خدمات کی وجہ سے ممتاز و مشہور اور ہندوستان کی سیاسی تحریکات کے نامور رہنما تھے۔ زندگی کا بڑا حصہ خدمت خلق میں گزارا اور ہمیشہ دینی و قومی جدوجہد میں مصروف رہے۔

(روائیداد دارالعلوم دیوبند ۱۳۹۰ھ ص ۴)

تحریک آزادی کشمیر

پر ایک نظر

مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ
خطیب لائل پور جامع مسجد جناح کالونی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مولانا عبدالقادر لدھیانویؒ

اولین فتویٰ آزادی 1857ء

شاگرد: شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ

(بھانجے) مولانا اسماعیل لدھیانویؒ

مولانا عبداللہ لدھیانویؒ
بانی دارالعلوم نعمانیہ گوجرانوالہ

شاگرد: مولانا سیّد محمد انور شاہ کشمیریؒ

مولانا سیف الرحمان لدھیانویؒ
اولین فتویٰ آزادی 1857ء

مولانا محمد لدھیانویؒ
فتاویٰ قادریہ ـ فتویٰ نصرۃ الابرار

(نواسے) سینیٹر ایم حمزہ
سابقہ چیئرمین پبلک اکاؤنٹس کمیٹی
سابقہ ممبر قومی اسمبلی پاکستان

مولانا زکریا لدھیانویؒ

رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ
صدر احرار ہند

مولانا عبداللہ لدھیانویؒ
اولین فاتح قادیانیت 1884ء
فتاویٰ قادریہ ـ فتویٰ نصرۃ الابرار

مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ
نائب صدر جمعیت علمائے ہند

شاگرد: شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ

مفتی ضیاء الحسن
صدر اینٹی ٹی بی ایسوسی ایشن آف پاکستان

شاگرد: مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ

مولانا عبدالعزیز لدھیانویؒ
فتاویٰ قادریہ ـ فتویٰ نصرۃ الابرار

(نواسے) مولانا محمد سلیم لدھیانویؒ

مفتی رشید احمد لدھیانویؒ
بانی جامعۃ الرشید کراچی

کشمیر

اور سکھوں کی آزاد ریاست خالصتان

کی آزادی کا فتویٰ 1965ء

مؤلف فتویٰ

حضرت مولانا

مفتی محمد نعیم لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

کتاب	تحریک آزادئ کشمیر پر ایک نظر ــــ واقعات کی روشنی میں
مصنف	مفتی محمد نعیم لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ
اہتمام	ایم مفتی
کتابت و پروف ریڈنگ	مفتی عبید الرحمٰن uans.0786@gmail.com
اشاعت اول	1965ء
اشاعت دوم	2020ء

ناشر

اسلامی تعلیمی ادارہ

جامع مسجد قادریہ جناح کالونی فیصل آباد

Email: ulemaeludhiana@gmail.com

نوٹ

جن حضرات کے پاس مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ اور علماء لدھیانہ کے مضامین، فتاویٰ، خطبات، خطوط، پمفلٹ، تحریریں اور تصاویر ہوں ان سے گزارش ہے کہ ان کو مندرجہ بالا ای میل ایڈریس پر بھیج دیں۔ شکریہ

۳۸۶

تحریکِ آزادیٔ کشمیر

پر ایک نظر

واقعات کی روشنی میں



مفتی محمد نعیم لدھیانوی

خطیب لائل پور جامع مسجد جناح کالونی

عکس ٹائٹل اشاعت اول

بسم الله الرحمن الرحيم

تعارف

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

أما بعد!

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریک آزادیٔ کشمیر پر ایک پمفلٹ/ کتابچہ ۱۹۶۵ء کی پاکستان اور بھارت کی جنگ میں تحریر فرمایا تھا جس میں تحریک آزادیٔ کشمیر سے متعلق مستند معلومات درج ہیں۔ انہوں نے اس آرٹیکل میں سکھوں کی آزاد خالصتان ریاست کی آزادی کا ذکر بھی کیا ہے۔

خطیب جامع مسجد لائل پور مفتی محمد نعیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مضمون کتنی اہمیت کا حامل ہے اس کے لیے عام قاری کو مفتی نعیم صاحب لدھیانویؒ کے تعارف کے بارے میں مختصراً آگاہی حاصل ہونا ضروری ہے تاکہ وہ اور ان کے ساتھ پاکستان کے موجودہ علماء کرام اس انتہائی اہم آرٹیکل "تحریک آزادیٔ کشمیر پر ایک نظر" کی اہمیت کا اندازہ کر سکیں۔

مفتی محمد نعیم صاحبؒ حضرت مولانا عبداللہ لدھیانویؒ کے صاحبزادے تھے جنہوں نے مرزا غلام قادیانی کے کفر پر اولین فتویٰ دیا تھا۔ آپ مولانا عبدالقادر لدھیانویؒ کے پوتے تھے جنہوں نے ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کے خلاف سب سے پہلے آزادی کا فتویٰ دیا تھا اور اپنے چاروں بیٹوں مولانا محمدؒ، مولانا عبداللہؒ، مولانا سیف الرحمٰنؒ اور مولانا عبدالعزیزؒ کے ہمراہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں حصہ لیا تھا

مولانا عبدالقادر لدھیانویؒ شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے شاگرد تھے۔

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانویؒ شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحبؒ جیسے اکابر اہل علم وفضل کے شاگرد تھے اور حضرت مولانا مناظر احسن گیلانیؒ جیسے اکابر علماء کرام آپ کے ہم جماعت تھے۔ آپ کے شاگردوں میں مولانا منظور احمد نعمانیؒ اور مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ جیسے اہل علم شامل ہیں۔ آپ جمعیت علماء ہند کی تاسیس سے لے کر ۱۹۴۷ء تک مجلس عاملہ کے ممبر رہے۔ شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے زمانہ صدارت میں مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ جمعیت علماء ہند کے نائب صدر تھے۔ جمعیت علماء ہند میں آپ کے ساتھیوں میں مفتی کفایت اللہ دہلویؒ، مولانا احمد سعید دہلویؒ، مولانا احمد علی لاہوریؒ، مولانا حفظ الرحمان سیوہارویؒ، موانا عبیداللہ سندھیؒ جیسے اکابر علماء کرام شامل تھے۔

تحریک آزادئ کشمیر پر مفتی نعیم صاحبؒ کا یہ مضمون ہندوؤں کی تنگ نظری اور درندگی کی نشاندہی کرتا ہے جو ماضی میں وہ کرتے رہے ہیں اور حال میں کئی ہزار گنا طریقوں سے معصوم کشمیریوں پر ظلم وستم، عورتوں کی عصمت دری اور پیلٹ گنوں سے کشمیری نوجوانوں اور معصوم بچوں کو اندھا کیا جارہا ہے جس کی نشاندہی یو این او، ایمنسٹی انٹرنیشنل اور دیگر عالمی ادارے بشمول او آئی سی مسلسل کر رہے ہیں۔

حضرت مفتی نعیم صاحب لدھیانویؒ نے سکھوں کے پنجابی صوبہ کا ذکر بھی کیا ہے کہ کس طرح ماسٹر تارا سنگھ اور سکھ لیڈر برہمنی سیاست کا شکار ہوئے۔ اس امید پر کہ بھارت میں سکھ ریاستوں اور ریاست پٹیالہ کو ملا کر آزاد خالصتان سکھ اسٹیٹ قائم کر کے ان کو دی جائے گی۔

سکھ قوم کو یہ دھوکہ مسٹر ولبھ بھائی پٹیل اور ہندو حکمران ٹولہ کی طرف سے دیا گیا۔ مفتی نعیم صاحبؒ نے ۱۹۶۵ء میں ہی مسلمان قوم کو کہا تھا کہ سکھوں کی آزاد خالصتان سکھ ریاست کی حمایت کریں۔ ۲۰۲۰ء میں سکھوں کی طرف سے آزاد سکھ خالصتان کے لیے تحریک اور ووٹنگ کا آغاز ہو رہا ہے۔ بھارت، پاکستان اور بنگلہ دیش کے مسلمانوں کو سکھوں کے الگ ملک خالصتان کی مکمل اخلاقی اور سفارتی حمایت کرنی چاہیے اور انڈیا کے ناجائز قبضے سے کشمیر کی آزادی کے لیے یو این او کی قراردادوں کے مطابق حمایت کرنی چاہیے۔

"حقیقی مسلمان وہی ہے جو دوسروں کے لیے بھی وہی پسند کرتا ہے جو اپنے لیے پسند کرے خواہ اس کا مذہب کچھ بھی ہو۔"

ایم مفتی

۴- ۱۲- ۲۰۱۹ء

فہرست مضامین



الحمد لله وکفی وسلام علی عباده الذین اصطفی

برادرانِ ملک وملت!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا یہ امر واقعہ نہیں ہے کہ تقسیم ملک کے بعد جبکہ مجاہدین سرینگر کے قریب پہنچ چکے تھے تو اگست ۴۸ء میں مسئلہ کشمیر کو خود بھارت نے سلامتی کونسل میں پیش کیا تھا؟ کیا یہ امر واقعہ نہیں ہے کہ سلامتی کونسل نے حق خود ارادی کے اپنے مسلمہ اصول کے مطابق فیصلہ کرنے کی قرارداد پاس کی اور بھارت نے اسے تسلیم کیا؟ کیا یہ امر واقعہ نہیں ہے کہ ادارہ اقوام عالم میں شریک اور غیر شریک بھارت کے علاوہ کسی بھی ملک نے اب تک اس فیصلہ سے انکار نہیں کیا؟ کیا بھارت اس تسلیم شدہ قرارداد کے مطابق عمل کرنے پر ہمیشہ مکروفریب کے سیاسی جال پھیلاتا رہا جن میں نام نہاد انتخاب اور کشمیر اسمبلی کا قیام بھی شامل ہے جسے سلامتی کونسل پاکستان کی شکایت پر ان الفاظ میں مسترد کر چکی ہے کہ بھارت کی یہ غیر آئینی کاروائی اصل قرارداد پر اثرانداز نہ ہوگی جو کہ سابق فیصلہ کی شرائط کے سراسر منافی ہے؟

کیا یہ امرِ واقعہ نہیں ہے کہ کشمیر کے پچاس لاکھ باشندے عرصہ اٹھارہ سال سے بھارت کی غلامی سے بیزاری اور سلامتی کونسل کی قرارداد کے مطابق استصواب رائے کا ہمیشہ مطالبہ کرتے چلے آرہے ہیں اوراس حق بجانب مطالبہ کی وجہ سے قید و بند اور ہر قسم کے مصائب وآلام کا شکار ہورہے ہیں؟ آخر کار سول نافرمانی پر مجبور ہو گئے ہیں جس سے اس نام نہاد انتخاب اور اسمبلی کے قیام کی اصلی حقیقت واضح ہوجاتی ہے جسے وزیراعظم بھارت اور

صدر جمہوریہ بطور ثبوت پیش کر رہے ہیں۔

کیا یہ امر واقعہ نہیں ہے کہ پاکستان ہمیشہ کشمیریوں کے اس حق خود ارادی کو عملی شکل دینے کا سلامتی کونسل سے برابر مطالبہ کرتا رہا اور سلامتی کونسل کے ہر فیصلہ کو تسلیم کرتا رہا اور بھارت ہمیشہ اس سے انکار کرتا رہا؟

کیا یہ امر واقعہ نہیں ہے کہ بھارت اور سلامتی کونسل پاکستان کو ایک فریق تسلیم کر چکے ہیں جو کہ ۵۰ لاکھ کشمیریوں کی نمائندگی کرتا ہے جبکہ کشمیر مسلم اکثریت کی ایک اسلامی ریاست ہے تو بھارت کو اس کی نمائندگی کا کیا حق حاصل ہے؟ کشمیر پر بھارت کا قبضہ اور نمائندگی محض اس کی جابرانہ اور جارحانہ پالیسی کا نتیجہ ہے، ورنہ سلامتی کونسل استصواب رائے کی قرارداد ہرگز پاس نہ کرتی۔

ان حالات میں عرصہ اٹھارہ سال کے شدید انتظار کے بعد اگر کشمیری بغاوت کے لیے مجبور کر دیے گئے ہیں تو پاکستان ہر حیثیت سے حسب دستور سابق ان کی تائید میں ہر طرح حق بجانب ہے۔

اگر اس نے بھارت کے مظالم سے کشمیریوں کو نجات دلانے کی تائید کی ہے تو اس نے کون سے انسانی اخلاقی اور بین الاقوامی ضابطہ کی خلاف ورزی کی ہے؟ بلکہ مجاہدین کے حق بجانب ہونے کی تائید کر کے اس نے اپنی نمائندگی کا حق ادا کیا ہے اور کشمیر کے متنازعہ فیہ علاقہ میں بھارت کے تجاوز کا جواب دیا ہے۔

کیا یہ امر واقعہ نہیں ہے کہ بھارت نے کشمیریوں کی بغاوت کو پاکستان کی مداخلت کا بہانہ بنا کر اور اپنے عہد شکنی پر پردہ ڈالنے کے لیے کشمیر کی حد بندی لائن سے متعدّد مقامات پر پہلے سے تجاوز کیا بلکہ پاکستان کے ایک گاؤں آوان شریف کو بھی اپنے بموں کا نشانہ بنا دیا جیسا کہ جنرل سیکرٹری او تھان کی فوجی تجاوزات کی رپورٹ سے ظاہر ہے۔ جب پاکستان نے بھارت کو معاہدہ کی خلاف ورزی سے روکنے کی کوشش کی تو اس نے پاکستان کی بین الاقوامی

سرحد پر بلا اطلاع اچانک حملہ کر کے اس کی بین الاقوامی حدود کو پامال کر دیا۔

چونکہ پاکستان اپنی بین الاقوامی سرحدوں کی حفاظت کے لیے مجبور تھا اس لیے اسے مدافعت کے لیے میدان میں آنا پڑا اور بھارت کو محسوس کرانا پڑا کہ صرف طاقت کی برتری کے نشہ میں بدمست ہو کر، تمام اخلاقی اور بین الاقوامی ضابطوں کو بالائے طاق رکھ کر اس قسم کی حرکتیں انسانی لباس میں درندگی کا ثبوت مہیا کرتی ہیں اور امن عالم کو تباہ کرنے کا باعث ہو سکتی ہیں۔

کیا یہ امرِ واقعہ نہیں ہے کہ کشمیر اپنے کلچر، تہذیب و تمدّن اور مذہب و ثقافت کے اعتبار سے بھارت کا حصہ نہیں ہے بلکہ پاکستان کا حصہ ہے؟ ورنہ بھارت سلامتی کونسل میں استصواب رائے کو کیوں تسلیم کرتا اور کشمیر اسمبلی کے استرداد کے خلاف سلامتی کونسل سے احتجاج کیوں نہ کرتا۔

کیا یہ امرِ واقعہ نہیں ہے کہ کشمیر مسلم اکثریت کا علاقہ ہے جسے تقسیم کے اصول کے مطابق قدرتی طور پر پاکستان میں شامل ہونا چاہیے تھا؟

کیا یہ امر واقعہ ہے کہ کشمیر کی اکثریت بھارت سے الحاق چاہتی ہے اور وہ ایک سے زیادہ مرتبہ بقول بھارت انتخاب بھی کروا چکی ہے؟ اگر بہ نوکِ شمشیر ایسا نہیں ہوا تو پھر بھارت کو استصواب رائے سے فرار کیوں ہے اور بین الاقوامی تسلیم شدہ ضابطوں کی خلاف ورزی کیوں ہے جنہیں بھارت تسلیم کر چکا ہے؟

کیا یہ امر واقعہ نہیں ہے کہ بھارت اپنی استعماریت کی خاطر اسلحہ اور تعداد کی برتری کے نشہ میں بدمست ہو کر یہ کھیل کھیل رہا ہے جس پر پاکستان نے امریکا اور اس کے دیگر معاون ممالک کو پہلے ہی متنبہ کر دیا تھا کہ یہ تمام امداد پاکستان کے خلاف استعمال ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

بھارت کو انتباہ

بھارت کو معلوم ہونا چاہیے کہ ایشیا اور افریقہ میں بڑی سے بڑی استعماریتوں کا خاتمہ ہو چکا ہے اور اگر کہیں اس کا جزوی وجود موجود ہے تو اس کا بھی جنازہ نکلنے والا ہے۔ کشمیر سے بھی چھوٹی ریاستیں حق خود ارادی کے اصول پر آزاد ہو چکی ہیں۔ اب کوئی طاقت وہ نئ ہو یا پرانی، کشمیر کو آزاد ہونے سے نہیں روک سکتی جبکہ تمام انصاف پسند ممالک کی ہمدردیاں کشمیر اور اس کے معاون پاکستان کے ساتھ ہیں۔ اگر بھارت کی استعماریت کو بچانے کے لیے کوئی بھی استعماریت سامنے آئے گی اس کا بھی وہی حشر ہو گا جو دیگر استعماریتوں کا ہو چکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بھارت کے موجودہ جارحانہ حملہ میں استعماری اور غیر استعماری کسی بھی طاقت نے بھارت کے موقف کی تائید نہیں کی۔ جس کی گونج سلامتی کونسل سے لے کر بھارتی پارلیمنٹ تک مسٹر چھاگلہ اور لال بہادر شاستری وزیر اعظم بھارت کی آواز میں گونج رہی ہے۔

(بناءً علیٰ ہذا) اگر بھارت میں کسی درجہ کی بھی انسانی، اخلاقی اور بین الاقوامی ضابطوں کی پابندی کی اخلاقی جرأت موجود ہے تو فوری جنگ بندی کا اعلان کر دے کیونکہ متنازعہ فیہ علاقہ اور بین الاقوامی حدود کی خلاف ورزی کا پہلے اسی نے ارتکاب کیا ہے اور اپنی تسلیم شدہ سلامتی کونسل کی قرارداد حق خود ارادی کے اصول پر جلد از جلد ایشیا اور افریقہ کی افواج کے زیر نگرانی جنہیں سلامتی کونسل متعیّن کرے، استصواب رائے کروائے۔ بھارت اور پاکستان دونوں اپنی فوجیں وہاں سے نکال لیں اور کشمیر کا مکمل کنٹرول ان افواج کے سپرد کر دیا جائے۔ اگر بھارت اس منصفانہ اپنے تسلیم شدہ فیصلہ کے لیے تیار نہ ہو تو ادارہ اقوامِ عالم کا فرض ہے کہ وہ سلامتی کونسل کے فیصلہ کو عملی شکل دینے کے لیے بھارت کو مجبور کرے تاکہ امن عالم کو جو خطرہ عظیم لاحق ہونے والا ہے اس کا بروقت تدارک ہو سکے۔

سلامتی کونسل اور جنگ بندی

سلامتی کونسل نے اپنے حالیہ فیصلہ میں مسئلہ کشمیر پر غور کرنے کے لیے فریقین کی جنگ

بند کر دینے کو پہلا قدم قرار دیا ہے۔ اس سے قبل پہلے قدم کو ۱۸ سال کا طویل عرصہ گزر جانے کے باوجود دوسرا قدم اٹھانے کی نوبت نہیں آئی جس کے خوفناک نتائج کی طرف سلامتی کونسل نے کبھی بھی توجہ مبذول نہیں فرمائی۔ جس کا نتیجہ ہزاروں انسانوں کی تباہی اور فریقین میں مناقشات کے شدید اضافہ کی صورت میں نمودار ہوا ہے جس کی تمام تر ذمہ داری سلامتی کونسل اور بھارت پر عائد ہوتی ہے۔ لیکن سلامتی کونسل کا ابھی پہلا قدم ہی رہا۔ اب اگر عارضی جنگ بندی کے بعد دوسرا قدم بھی پہلے دوسرے قدم کی طرح اٹھانا ہے تو دنیا کے امن خواہ اور انصاف پسند ملکوں کا فرض ہے کہ وہ سلامتی کونسل کے دوسرے قدم کی وضاحت طلب کریں کہ وہ کب اٹھایا جائے گا؟

ورنہ یہی سلامتی کونسل جو پہلے ہزاروں انسانوں کی تباہی اور مناقشات میں اضافہ کا باعث ہو رہی ہے آئندہ لاکھوں انسانوں کی تباہی اور امن عالم کو تباہ کرنے کا موجب ہوگی۔ پھر اسے اپنا نام "**سلامتی کونسل**" کی بجائے اپنے حال کے مناسب کوئی اور موزوں نام رکھنا ہوگا تاکہ ایشیائی اور افریشیائی قومیں اپنی سلامتی کے لیے کوئی اور ایشیائی اور افریشیائی ادارہ قائم کر سکیں جو ان کی سلامتی کا حقیقی ضامن ہو اور سلامتی کونسل کے اصول کا پابند ہو جیسے پاکستان کے وزیر خارجہ نے اپنی تقریر کے خاتمہ پر واضح کیا۔

جنگ بندی اور پاکستان

ان حالات میں کشمیر کی فوری رائے شماری کی قرارداد کے بغیر پاکستان کا دائمی جنگ بندی میں شریک ہونا پہلی اٹھارہ سالہ غیر منصفانہ اور سلامتی کونسل کی جانب دارانہ پوزیشن کو تسلیم کرنا ہوگا جو کہ پاکستان اور پچاس لاکھ کشمیریوں کی خودکشی کے مترادف ہوگا۔ جسے پاکستانی عوام اتنی بڑی قربانی اور خون کی ندیاں بہانے کے بعد کسی حالت میں بھی تسلیم کرنے کے لیے تیار نہ ہوں گے اور نہ دنیا کا کوئی انصاف پسند ملک اس کی تائید کرے گا۔ سلامتی کونسل کا فرض ہے کہ وہ جلد از جلد جس کی زیادہ سے زیادہ مدّت تین ماہ ہو سکتی ہے، موجودہ

قرارداد کے دوسرے حصہ پر غور کر کے اس مسئلہ کا اپنی سابقہ قراردادوں کے مطابق انتظام کرے ورنہ دنیا ایک ایسی خوفناک جنگ میں مبتلا ہو جائے گی کہ وہ جنگِ عظیم کی خوفناکیوں کو بھی بھول جائے گی۔

حقیقت حال

دراصل حقیقتِ حال یہ ہے کہ بھارت کے حکمران ٹولہ کی جارحانہ پالیسی کا یہ نتیجہ ہے کہ اس نے ہندوستان کی تمام اسلامی ریاستوں کو ختم کرنے کے لیے وہاں کی تمام ریاستوں کو جو اسلامی دورِ حکومت میں بھی وہاں کے باشندوں کے حقوق کی حفاظت کے لیے ان کے حکمرانوں کی خواہش کے مطابق قائم رہی تھیں جنہیں انگریز نے اپنے دور حکومت میں قائم رکھا تھا لیکن بھارت کے اس حکمران ٹولہ نے ہر ریاست کے باشندوں کے حق خودارادی کو پائمال کرتے ہوئے سب کا خاتمہ کر دیا جبکہ صدیوں سے وہ اپنے خاص کلچر، تہذیب و تمدّن اور اپنے خاص طرزِ معاشرت اور لسانی خصوصیات اور ثقافت کی حامل تھیں۔ یہی طرزِ عمل اس نے کشمیر کی خاص اسلامی ریاست میں بھی اختیار کرنا چاہا لیکن پاکستان کی بروقت مداخلت اور سلامتی کونسل کے حق خودارادی کے فیصلہ سے وہ ایسا کرنے میں کامیاب نہ ہوا۔ اب وہ سلامتی کونسل میں حق خودارادی کی بنیاد پر رائے شماری تو تسلیم کر چکا ہے اور اسے عملی شکل دینے سے اس لیے گریز کر رہا ہے کہ کہیں اس حق خودارادی کے اصول پر بھارت کی تمام ریاستیں اور اس کے نواب اور راجے بقیہ غصب شدہ ریاستوں میں رائے شماری کا مطالبہ نہ کر لیں اور اس حکمران ٹولہ کی وہ جارحانہ پالیسی بے نقاب نہ ہو جائے جو اسلامی ریاستوں کو ختم کرنے کی رشوت دے کر باقی ریاستوں کے ختم کرنے کے متعلق اس نے اختیار کی تھی۔ جسے آنجہانی مسٹر پٹیل نے اختیار کر کے تمام ریاستوں کا خاتمہ کر دیا تھا۔

اور یہ بھی خطرہ ہے کہ کہیں ریاستوں کے کروڑوں باشندے جو فاقوں کا شکار ہو رہے

ہیں، حکمران ٹولہ کے محاسبہ کے لیے اپنے راجوں کی حمایت میں میدان میں نہ آجائیں، کیونکہ بھارت کی سابقہ تاریخ صدیوں سے مختلف ریاستوں کے مجموعہ ہی کو ہندوستان ثابت کرتی ہے۔ ورنہ ایسا ایک خود مختار ہندوستان جس میں کسی بھی ریاست کو اندرونی خود مختاری یا نیم خود مختاری حاصل نہ ہو، کبھی بھی اس خطّۂ ارض پر قائم نہیں ہوا۔

ادارہ اقوامِ عالم کو ان حالات میں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ نہ صرف دنیا کے تمام ممالک پاکستان کے موقف کی تائید کرتے ہیں بلکہ بھارت کے تمام راجے، مہاراجے، نواب اور ان کی کروڑوں رعایا بھی کشمیر کے استصواب رائے کے فیصلہ کی پوری تائید کرتے ہیں اور ان کی تمام ہمدردیاں اپنے روشن مستقبل کے پیش نظر پاکستان اور آزادی کشمیر کے ساتھ ہیں اور اس انتظار میں ہیں کہ ان کے لیے بھی راستہ کھل جائے تاکہ وہ اسی حق خود ارادی کے اصول پر دوبارہ اپنی اپنی ریاست قائم کر سکیں جو ان کا بھی حق خود ارادی ایک پیدائشی حق ہے جو بھارت کے حکمران ٹولہ سے نجات حاصل کرنے کا واحد ذریعہ ہے۔ چنانچہ سکھوں کے پنجابی صوبہ کی بنیاد بھی یہی حق خود ارادی ہے جس کا وہ مطالبہ کر رہے ہیں۔ جیسا کہ ماسٹر تارا سنگھ صاحب کے ایک بیان سے ظاہر ہے جو کہ دراصل پرانی تمام سکھ ریاستوں کے مجموعہ کی آزادی کا مطالبہ ہے۔

بھارت اگر اپنے تسلیم شدہ فیصلہ کے مطابق کشمیر میں رائے شماری کو تسلیم کر لیتی ہے یا سکھوں کے **پنجابی صوبہ** کے مطالبہ کو جو کہ سکھ ریاستوں کا مجموعہ ہے، تسلیم کر لیتی ہے تو پھر باقی ریاستوں میں استصواب رائے سے انکار کی بھارت کے پاس کوئی ایسی وجہ موجود نہیں ہے جسے حق و انصاف یا کسی درجہ میں بھی انسانی شرافت کی حمایت حاصل ہو، جس کا جلد یا بدیر عمل میں آنا ضروری ہے۔ آخر ظلم و جبر کا خاتمہ ہو گا ورنہ دنیا کے بقا اور امن کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ ہو جائے گا۔

ریاست پٹیالہ پنجاب کی سب سے بڑی سکھ ریاست احمد شاہ ابدالی نے قائم کی تھی

جسے انگریزوں نے بھی قائم رکھا، لیکن بھارت کی برہمنی حکومت نے اسے بھی ختم کر دیا۔ سکھ قوم اور ان ریاستوں کے راجوں کو مسٹر پٹیل نے خالصتان کی آزادی کا ایسا نشہ پلایا کہ مسلمانوں کے قتل عام کا ان سے کام لیا۔ مہاراجہ پٹیالہ نے اس امید پر کہ خالصتان آزاد سکھ سٹیٹ کا سب سے پہلا مکھیا مجھے بنایا جائے گا، اس خدمت کو سب سے زیادہ بڑھ چڑھ کر انجام دیا۔ اب سکھ قوم اور ان کے راجوں، مہاراجوں پر یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہو گیا ہے کہ وہ بھارت کی براہمنی سیاست کا شکار ہو گئے ہیں ان پر:

نہ خدا ہی ملا، نہ وصالِ صنم ۔۔۔ نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

کی مشہور مثال ٹھیک صادق آتی ہے۔

اب آخر کار سکھ رہنما حق خود ارادی کے مسلّمہ اصولوں پر جیسا کہ مسلمانوں کا کشمیر کے متعلق ایک مبنی بر انصاف اور جائز مطالبہ تھا، میدان میں آ گئے ہیں اور کشمیریوں کے حق خود ارادی کے اصول پر ان کے مطالبہ کی پر زور تائید کر رہے ہیں جو کہ:

جب کیا تنگ بتوں نے تو خدا یاد آیا

کا مصداق ہے۔

اب سکھوں کا مطالبہ چونکہ مبنی بر انصاف اور جائز مطالبہ ہے جو کہ حق خود ارادی کی بنیاد پر اٹھایا گیا ہے، مسلمان قوم کا فرض ہے کہ وہ اس کی پر زور تائید کرے۔ کیونکہ حقیقی مسلمان وہی ہے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے وہی دوسروں کے لیے پسند کرے خواہ اس کا مذہب کچھ بھی ہو۔ دراصل یہ تائید اسی اصول کی ہے جسے وہ تسلیم کرتا ہے نہ کہ کسی خاص فرد یا جماعت کی۔

اس وقت سکھوں کی حالت ان کے اپنے خیال کے مطابق بھارت میں بہت زیادہ مخدوش ہے۔ مسلم اقلیت ان سے پہلے ہی زخم خوردہ ہے۔ ایک سکھ اسٹیٹ کے مطالبہ کی وجہ سے ہندو اکثریت جس کی حکومت سکھوں سے بدظن ہے لیکن بظاہر حسب دستور سابق

اپنی برہمنی پر فریب سیاست سے پنجابی صوبہ کے قیام کی کمیٹیاں بنا کر جن میں کوئی سکھ نمائندہ نہیں ہے، فتح سنگھ کی بھوک ہڑتال ترک کرنے کی قیمت ادا کرنا چاہتی ہے۔

چونکہ سکھ رہنماؤں کو یا تو اپنے مطالبہ کے مبنی بر انصاف ہونے کا یقین کامل نہیں ہے یا وہ ایسے سیدھے سادے واقع ہوئے ہیں کہ ہمیشہ بروقت برہمنی سیاست کے وعدوں پر ان کا شکار ہوتے جاتے ہیں، اس لیے ہم انہیں یقین دلاتے ہیں کہ سکھ اسٹیٹ کا مطالبہ حق خود آرادی کے حصول پر ایک جائز اور مبنی بر انصاف مطالبہ ہے۔ پاکستان کے عوام جس طرح کشمیر کی آزادی کے مطالبہ کے مؤید ہیں اسی طرح سکھوں کے مطالبہ کے بھی پر زور مؤید ہیں اور انہیں مشورہ دیتے ہیں کہ وہ اپنے مطالبہ کو ادارہ اقوامِ عالم میں پیش کرنے کی کوشش کریں، ورنہ بھارتی ہندو حکومت انہیں کبھی بھی اپنے مقصد سے ہمکنار نہ ہونے دے گی، لیکن عالمی ادارہ بھی کسی قربانی کے بغیر اس طرف متوجہ نہ ہو گا۔

صدر جمہوریہ ہند کا افسوسناک انجام

صدر جمہوریہ ہند جو کہ سچائی کے دیوتا مانے جاتے ہیں اور نفس انسانیت اور اس کے فطری حقوق کے محافظ ہیں، مذہبی اور غیر مذہبی فلسفہ کی موشگافیوں سے بھی نا آشنا نہیں ہیں، آپ نے بھی مسئلہ کشمیر پر اپنے ذاتی تاثرات کو بیان فرمایا ہے۔ ہمیں کامل امید تھی کہ وہ عدل وانصاف کی روشنی میں بالکل غیر جانبدار ہو کر اپنے عہدہ کی بقا کی حفاظت کا خیال نہ رکھتے ہوئے دونوں حکومتوں میں کوئی بہتر مصالحت کی راہ دکھا کر حق انسانیت ادا کریں گے لیکن انتہائی افسوس کے ساتھ ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ انہوں نے بھی اپنی حکومت کے غیر منصفانہ رویّہ اور ہٹ دھرمی کی پر زور تائید فرما کر اپنے عہدے کی حفاظت فرمائی ہے جو ہزاروں بے گناہ انسانوں کے نقصان کی صورت میں نمودار ہوئی ہے۔ صدر موصوف کی قابلیت اور سوجھ بوجھ کا یہ نہایت افسوسناک انجام ہے۔

صدر موصوف! جب کہ پاکستان نے اس قرارداد کی شرائط کی پابندی نہیں کی جیسا کہ

آپ کا خیال ہے تو پھر ان انتخابات کو پاکستان کی شکایت پر جنہیں آپ حق بجانب قرار دیتے ہیں سلامتی کونسل نے کیوں مسترد کر دیا؟ اور یہ کہا کہ اس قرارداد پر یہ اثر انداز نہ ہوں گے اور اس قرارداد کو قائم رکھا۔

اس کے علاوہ **صدر موصوف!** جب کہ آپ ایک فریق مقدمہ کی حیثیت سے سامنے آئے ہیں تو آپ کو خود فیصلہ صادر کرنے کا کیا حق ہے؟ اگر اس مسئلہ کا فیصلہ ہو چکا ہے جیسا کہ آپ کا خیال ہے تو اسے ثابت کرنے کے لیے جبکہ فریق ثانی اس کا انکار کرتا ہے تو آپ اسے ثابت کرنے کے لیے سلامتی کونسل کی عدالت کے کٹہرے میں کھڑے ہونے سے کیوں گریز کر رہے ہیں؟

تاریخِ عالم کا فیصلہ ہے کہ ایک آدمی اپنی ذات میں کتنا ہی سچا اور معاہدوں کا پابند ہو لیکن جب وہ کسی قوم کی نمائندگی کرتا ہے تو قوم کی خواہش کے مطابق سب سے بڑا عہد شکن اور غیر راست گو ثابت ہوتا ہے اور اس کی قوم اسے بڑا مدبّر، موقع شناس اور ہوش مند قرار دیتی ہے۔ لیکن مذہب اسلام کا فیصلہ ہمیشہ اس کے خلاف رہا ہے۔ اس کا ہر فرد اور جماعت دونوں جگہ اپنے عہد کے پابند ہوتے ہیں جس کے اَن گنت شواہد تاریخ اسلام میں موجود ہیں۔

صدر پاکستان نے سلامتی کونسل کی قراردادوں کے مطابق ایک ایسا ریکارڈ قائم کر دیا ہے جو تاریخ پاکستان میں ہمیشہ یادگار رہے گا جبکہ بھارت کی تاریخ اس کے بالمقابل ہمیشہ اپنے عہد شکنیوں کا مرقّعہ پیش کر کے اپنی آنے والی نسلوں کی تباہی کا سامان مہیا کرے گی۔

دنیا کے دانشوروں کا فیصلہ اور ہمارا عمل

گزشتہ زمانہ میں دنیا کے دانشوروں اور قانون کے ماہروں کی ایک کانفرنس اس امر کا فیصلہ کرنے کے لیے منعقد ہوئی تھی کہ حق واقعی کوئی نفس الامری حقیقت ہے یا صرف طاقت کا نام حق ہے؟ کیا کوئی طاقت ور فرد یا جماعت یا حکومت اگر اپنی طاقت کے بل پر کسی

امر کو جائز اور حق بجانب قرار دے تو وہی حق ہوتا ہے؟ جیسا کہ **"جس کی لاٹھی اس کی بھینس"** کا مشہور مقولہ ہے یا حق واقعی ایک نفس الامری حقیقت ہے، صرف طاقت کا نام حق نہیں ہے؟

ان دانشوروں اور قانون کے ماہروں کی اس کانفرنس نے یہی فیصلہ صادر کیا کہ حق واقعی ایک نفس الامری حقیقت ہے اور صرف طاقت کو حق قرار دینا درندوں کا فیصلہ تو کہا جاسکتا ہے لیکن انسان جو کہ درندوں پر بھی ہر طرف فوقیت اور حکومت رکھتا ہے، اس کا قطعی فیصلہ یہی ہے کہ حق واقعی ایک نفس الامری حقیقت ہے، صرف طاقت کا نام حق نہیں ہے۔

لیکن بعض درندہ صفت انسان اَن گنت مشاہدوں اور تجربوں اور دنیا کے تمام دانشوروں کے فیصلہ کے خلاف اب بھی طاقت ہی کو حق ثابت کرنے کے لیے اپنی طاقت کا مظاہرہ کرتے رہتے ہیں۔

آج یہی حال بھارتی حکومت کا ہے جو صرف طاقت کے بل پر ۵۰ لاکھ کشمیریوں کو غلام رکھنے پر تلی ہوئی ہے۔ اس کا یہ طرزِ عمل انسانیت اور حق کا ماتم کررہا ہے اور اس کی یہ درندگی تگنی کا ناچ ناچ رہی ہے جو اس کا فطری خاصہ اور پیشہ ہے، لیکن آخر کار حق کامیاب ہوگا اور طاقت اپنا ہی سر پیٹ کر رہ جائے گی۔

جیسا کہ بھارت کے طاقت کے بل پر پاکستان پر اچانک حملہ سے ظاہر ہوچکا ہے کہ حق نے اپنے سے چھ گنا طاقت کو شکست فاش دے کر حق کا ریکارڈ قائم کردیا اور حق طاقت پر غالب آگیا ہے۔ بھارت کے اسلحہ اور تعداد کی برتری نے کچھ کام نہ دیا لیکن بھارت کی اس طاقت کا نشہ اتارنے کے لیے ابھی ایک ضرب کلیم کی اور ضرورت ہے جس کی تکمیل کے لیے ضروری ہے کہ ۱۸ سال سے ۴۰ سال تک ہر اہلیت رکھنے والے جوان کے لیے اور ایسے ہی کالجوں کے تمام طلباء کے لیے ہر قسم کی ٹریننگ فوجی اور غیر فوجی لازم قرار دی جائے۔ ایسے ہی سِول کے ہر نئے ملازم کے لیے تین سال تک فوجی ٹریننگ ضروری ہو اور

یہ زمانہ اس کی ملازمت میں تقریر کے بعد محسوب ہو اور سِول کے پہلے ملازمین میں سے ہر اہلیت رکھنے والے ملازم کے لیے ۳ ماہ فوجی ٹریننگ لازمی ہو۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ضرورت کے وقت فوجی تربیت یافتہ عملہ آسانی سے دستیاب ہوجائے گا۔ زمانہ کے تقاضوں کے مطابق پاکستان جیسے نوآزاد ملک کے لیے یہ مشورہ نہایت اہم اور ضروری ہے۔

ہمیں امید ہے کہ ہمارے صدر موصوف جو کہ خود بھی فوجی ہیں، اسے عملی شکل دینے کی جلد از جلد خدمت انجام دے کر نہ صرف اپنا فرض منصبی ادا کریں گے بلکہ ہمیں بھی شکریہ کا موقع دیں گے اور آنے والے خطرات کا بھی آسانی سے تدارک کر سکیں گے۔

بھارت کی نام نہاد لادینی حکومت اور اس کا طرز عمل واقعات کی روشنی میں

ملک آزاد ہونے پر بھارت نے یہ اعلان کیا تھا کہ ملک کے تمام باشندے بلاامتیاز اپنے فرائض اور حقوق میں برابر کے شریک ہوں گے، کسی بھی فرقہ سے امتیازی برتاؤ نہیں ہوگا۔ اور بھارت کا یہ بنیادی اصول ہے، لیکن اعلان کے فوراً بعد ہندو اکثریت نے اقلیتوں خصوصاً مسلم اقلیت کو اپنے ایسے وحشیانہ مظالم کا نشانہ بنایا کہ بھارت کی ہزار سالہ تاریخ کسی بھی اقلیت پر اس قسم کے مظالم کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ ہزاروں مسلمانوں کا قتل عام ہوا۔ ان کے مکانوں، دکانوں کو نذر آتش کیا گیا اور ان کے مال واسباب پر قبضہ کر لیا گیا۔ حکامِ بالا نے مسلمانوں ہی کو گرفتار کیا اور انہی کو پھانسی دی گئی اور انہی کو قید و بند کا شکار بنایا گیا۔ حاکم و محکوم دونوں نے مسلمانوں کو نابود کرنے کی ناپاک کوشش کی۔ لاکھوں کو پاکستانی قرار دے کر مشرقی پاکستان دھکیل دیا گیا، سینکڑوں خواتین کی عزت پر ڈاکہ ڈالا گیا اور کئی ایک دیہات کو نذر آتش کر دیا اور جان بچانے والوں کو گولی کا نشانہ بنا دیا جس کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔ انگریز کے دو صد سالہ دورِ حکومت میں جتنے فسادات ہوئے تھے، اس لادینی حکومت کے ۱۸ سالہ دورِ حکومت میں کئی گنا اس سے زیادہ ہوئے ہیں۔ اب انگریز کی جگہ جن سنگھ باقاعدہ مسلح ہو کر اس خدمت کو انجام دے رہی ہے۔

حکومت کی ہر تقریب پر ہندو رسم ورواج کی پابندی

حکومت کی ہر تقریب کا افتتاح ہندو رسم ورواج کے مطابق شلوک اور منتر سے ہوتا ہے اور شگون کروایا جاتا ہے جیسا کہ ماسٹر تارا سنگھ صاحب کے ایک حالیہ بیان سے بھی ظاہر ہے۔ مسلمانوں کی تہذیب و تمدن اور ان کی اصل ہندی مشترکہ زبان اردو کو علاقائی زبان تسلیم کرنے کے باوجود عملاً اس کا خاتمہ کر دیا گیا ہے حالانکہ وہ ہند ہی میں پیدا ہوئی اور پروان چڑھی اور بھارت کے ہر حصہ میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔

ہر سرکاری محکمہ سے مسلمانوں کا اخراج

اگر کسی محکمہ میں کوئی مسلمان باقی ہے تو محکمانہ الزام لگا کر اسے نکال دیا جاتا ہے۔ نئی بھرتی میں کسی بھی مسلمان کو نہیں لیا جاتا۔ پہلے چند ملازمین کے علاوہ فوج اور پولیس میں ان کی بھرتیاں عملاً ممنوع قرار پا چکی ہیں۔ ہندو راجپوت سکھ مرہٹہ ڈوگرہ اور جاٹ بٹالین موجود ہے لیکن چھ کروڑ مسلم آبادی میں جو فوجی خدمت بہترین ترین پر انجام دے سکتے ہیں ان کی کوئی بھی بٹالین موجود نہیں ہے حالانکہ مسلمان جس ملک کا باشندہ ہوں وہ اس ملک کا وفادار ہوتا ہے۔ تاریخ ہند میں جس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں جس کا وزیر ہند نے بھی اعتراف کیا ہے۔ اس کے برعکس مشرقی پاکستان میں ۹۰ لاکھ غیر مسلم موجود ہیں جن میں اکثریت ہندوؤں کی ہے۔ کیا مندرجہ بالا واقعات میں سے کسی ایک کی بھی نشاندہی کی جاسکتی ہے جو ان اقلیتوں کو پیش آئے ہوں؟

لاکھوں خداؤں کے پجاریو! جن سنگھیو! اور ان سے اتفاق کرنے والو! اس دھرتی کے حقیقی مالک کے غضب سے ڈرو اور اس کے جذبہ انتقام کو دعوت نہ دو۔ اس کے ہاں دیر تو ہے لیکن اندھیر نہیں ہے۔ ورنہ تمھاری نسل تک ختم کر دی جائے گی۔ تاریخ میں صرف تمھارے وحشیانہ مظالم کی داستان باقی رہ جائے گی۔ کیا یہ لادینی حکومت یا رام راجیہ ہے؟

آزادی کشمیر اور بھارت

کشمیر کے لاکھوں باشندے جن کے مطالبہ آزادی کو بھارتی حکومت سلامتی کونسل میں خود تسلیم کر چکی ہے، جس کی خاطر ۱۸ سال سے وہ جدوجہد کر رہے ہیں، قید و بند اور گولیوں کا نشانہ بن رہے ہیں اور ان پر تمھارے وحشیانہ مظالم ساری دنیا میں تمہیں رسوا کر رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کے کسی بھی ملک نے تمھارے موقف کی تائید نہیں کی۔

شیخ عبداللہ نے ملک آزاد ہونے پر اپنی دہلی کی پہلی تقریر میں تم پر واضح کر دیا تھا کہ اگر بھارت کا مسلمان امن میں ہے تو کشمیر تمھارا ہے ورنہ کشمیر تمھارا ہرگز نہیں ہے۔ مسلم سکھ اقلیتوں میں اتفاق کے خطرہ کو دور کرنے کی خاطر مسٹر پٹیل نے مسلم ریاستوں کو ختم کرنے کی رشوت دے کر تمام ریاستوں کو ختم کر دیا اور سکھ شرنارتھیوں کو پہلے سارے ہندوستان میں بکھیر دیا۔ مشرقی پنجاب میں قدم رکھنے کی اجازت نہ دی۔ دوسرے خالصتان سکھ آزاد اسٹیٹ کا نشہ پلا کر مسلمانوں کا قتل عام کروایا اور دونوں میں منافرت مضبوط کر دی۔ اس طرح سکھ اسٹیٹ کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہوا۔ سکھ اپنی سادگی اور پٹیل پر اعتماد کی وجہ سے برہمنی سیاست کا شکار ہو گئے۔

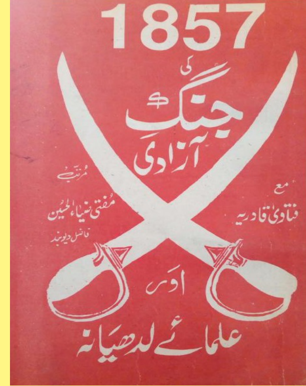
ہم بھارتی حکومت کو چیلنج کرتے ہیں کہ کسی بھی غیر جانبدار کمیشن کے تقرر سے تحقیقات کروائے تاکہ واضح ہو جائے کہ کون حق بجانب ہے۔

بندہ محمد نعیم عفا اللہ عنہ لدھیانوی

خطیب لائل پور جامع مسجد جناح کالونی

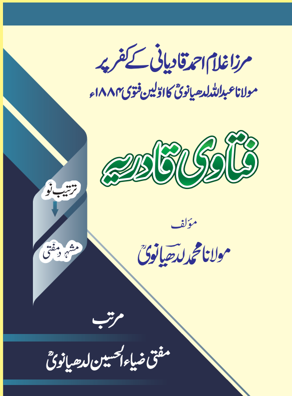
۱۹۶۵ء-۹-۳۰

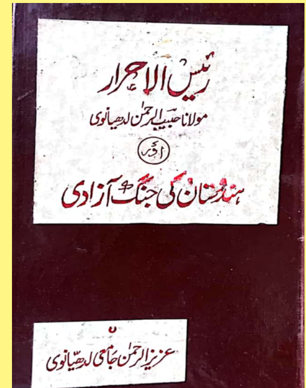
علماء لدھیانہ کی مزید کتب

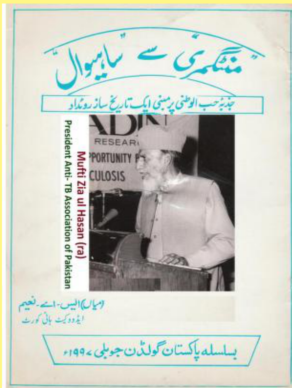












تمام کتب اس لنک پر دستیاب ہیں

https://archive.org/details/ulemaeludhiana